Ehteraam-i Jazba-i Qaumiyat me Ba'z Haqa'iq-i Saaniha-i Karbala se Inkaar: Kya Karbala me Ahl-i Bayt Ko Loota Nahi Gaya? Aur Na Unko Qaid Kiya Gaya?

Author

Allama Saiyid Sibtul Hasan
Fazil-i Hanswi

Al-Jawwad [Muharram Number]
1372 AH / 1952 AD

Banaras

محرم نمبر ۱۳۷۲ھ

الجواد

ماہنامہ

بنارس

نگرانِ اعلیٰ: مولانا سید ظفر الحسن الرضوی مجتہد العصر صدر المدرسین جامعہ جوادیہ بنارس

مسئولِ مدیر:- سید فضل حسین (فخر الافاضل)

محرم نمبر ۱۳۷۲ھ

ماہنامہ

الجواد

بنارس

نمبر ۹ و ۱۰

جلد ۳

بابت ماہ ستمبر و اکتوبر ۵۲ء

ہدیہ ایک سالانہ روپیہ عہ

فہرست مضامین الجواد محرم نمبر ۱۳۷۲ھ مطابق ستمبر و اکتوبر ۵۲ء

نمبر شمار	مضامین	مضمون نگار حضرات	صفحہ
۱	نغمات	ادارہ	۳
۲	قاتلان حسینؑ نے تکبیر و تہلیل کو بھی قتل کر ڈالا	از علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ زنگی پوری (مدظلہ)	۴
۳	سلام (نظم)	از مولانا امداد علی صاحب قبلہ بنارسی مرحوم	۵
۴	عزائے حسینؑ	از علامہ محمد سبطین صاحب سرسوی مرحوم	۱۰
۵	پیاسے کی جنگ (نظم)	از حضرت قیس زنگی پوری	۲۰
۶	احترام جذبۂ قومیت میں بعض حقائق سانحۂ کربلا کے	از مولانا سید سبط الحسن صاحب ہنسوی	۲۲
۷	پیمبرؐ کی جوانی (نظم)	از حضرت کاظم بنارسی	۲۸
۸	میری کوئی زمین نہیں کربلا تو ہے (نظم)	از خواجہ غلام محمود اقبال مرحوم بنارسی	۳۵
۹	انبیاء نے بھی نہ اس طرح سے پیاسے ہوتی (نظم)	از جناب سید تنویر حسن صاحب وفا اعظمی	۳۹
۱۰	باغ رضوان یا حقیقت و مجاز کا سنگم	از مولانا ظفر مہدی صاحب جونپوری	۴۰
۱۱	رباعیات (نظم)	از جناب لئیق اختر صاحب فیض آبادی	۴۳
۱۲	جذبات انصار حسینؑ (نظم)	از جناب اختر حسین صاحب ضیا جونپوری	۴۴
۱۳	نور الدین وہابی تعزیہ دار ہو گیا	از ابو الخلیل مولانا راحت حسین صاحب بھیکپوری	۴۶
۱۴	سلام (نظم)	از حضرت نظر سیہوروی	۴۷
۱۵	البطال الصفا	از مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ فیض آبادی	۵۲
۱۶	یہی تو فضل ہے زہراؑ کے خاک اڑانے کی (نظم)	از حضرت جرم محمد آبادی	۵۳
۱۷	آیۂ تطہیر کی تو یا کچھ یہی تفسیر ہے (نظم)	از نجم الحسن صاحب شمیم جونپوری	۵۴
۱۸	حسینؑ اور حسینیؑ کی قبلہ نما سیاہ	از محترمہ نکہت سکندرپوری	۵۵
۱۹	فرط معرفت اور جوش ایمان	از مولانا محمد مجتبیٰ صاحب قبلہ نوگانواں سادات	۵۵
۲۰	عقیدت کے سلام (نظم)	از حضرت وامق جون پوری	۵۶
۲۱	محبت کے سلام (نظم)	از حضرت وامق جونپوری	۵۷
۲۲	مخالفت عزائے حسینی کا اصلی راز	از مولانا وزیر حسن صاحب محمود آباد	۵۸
۲۳	کربلا کو محیط خورشید و اختر کر گیا (نظم)	از جناب ناظم بنارسی	۶۳
۲۴	ہفت بند در مدح حضرت عباسؑ (نظم)	از جناب سید اظہر حسین صاحب پرتو لکھنوی	۶۴
۲۵	عظمت شہادت	از مولانا سید دلبر حسن صاحب قبلہ نونہروی	۶۶
۲۶	حسینؑ کی آخری نماز (نظم)	از جناب کیفی اعظمی	۷۰
۲۷	وکلنا محمدؐ	از جناب ڈاکٹر ابوالحسن صاحب رضوی سیدپوری	۷۱
۲۸	رباعی (نظم)	از جناب لئیق اختر صاحب فیض آبادی	۷۴
۲۹	حسینؑ (نظم)	از جناب شارب لکھنوی	۷۴
۳۰	مظلوم امیرؑ (نظم)	از جناب مظفر حسین صاحب جون پوری	۷۵
۳۱	ان دھلے کی متی کساوہ	از مولانا السید محمد مجتبیٰ صاحب قبلہ مجتہد	۷۶
۳۲	اے سلطان اشکو حق ہے ماتم شبیرؑ کا (نظم)	از شاعرہ ملت بانو سیدپوری	۸۰
۳۳	اثرات بعد شہادت حضرت سید الشہداءؑ	از مولانا سعادت حسین صاحب مجتہد	۸۱
۳۴	عباسؑ	از جناب ثمر ہلوری	۸۶
۳۵	نوحہ	از جناب میکش غازیپوری	۸۷
۳۶	نوحہ	از جناب سہوی الہ آبادی	۸۸
۳۷	اہمیت نماز	از جناب قمر رضا صاحب (الہ آباد)	۸۸
۳۸	نوحہ	از جناب منظر اعظمی	۹۲
۳۹	وجہ سلسلہ امامت در نسل خاتون قیامتؑ	از جناب مولوی اقبال احمد صاحب نقوی	۹۳
۴۰	نگہبان محرم (نظم)	از جناب ضبط لکھنوی	۱۰۰
۴۱	سلام (نظم)	از جناب خوشتر جون پوری	۱۰۱
۴۲	سلامیہ نوحہ (نظم)	از مولانا عباس حسین صاحب تصویر ذاخری لکھنوی	۱۰۲
۴۳	نوحہ (نظم)	از جناب حکیم سید امیر حیدر صاحب جونپوری	۱۰۲
۴۴	آگ کی بہاریں (نظم)	از جناب محسن اعظمی	۱۰۳
۴۵	نوحہ (نظم)	از ناصر سید تقی حسین سیتھلی	"
۴۶	سلام (نظم)	از جناب مسیح الحسن صاحب کوثر بھنڈیڑوی	"
۴۷	حسینؑ (نظم)	از جناب منعم صاحب	۱۰۴
۴۸	دو منظر (نظم)	از جناب سیل سریوی	"
۴۹	علامہ آرزو لکھنوی کی مرثیہ گوئی	از جناب جرم محمد آبادی	۱۰۵
۵۰	نوحہ (نظم)	از جناب اظہر علی صاحب عابدی فیض آبادی	۱۰۷
۵۱	سلام (نظم)	از جناب شاہ مسرت علی صاحب شیخپورہ بہار	"

(۵۲) شہادت حسین علیہ السلام دراصل بنیاد اسلام ہے — از جناب مولوی حامد حسین خانصاحب غازی پوری صہ ۱۰۸
(۵۳) نوحہ از اچھے صاحب نظام آبادی (۵۴) نوحہ از کاظم رضا کاظم جون پوری صہ ۱۱۱
(۵۵) نوحہ از علی ضامن صاحب بالی (۵۶) از حاجی سید زوار حسین صاحب زائر نوگانواں سادات صہ ۱۱۲
(۵۷) السلام اے عرش اعظم کے ستارو السلام — از جناب حسن شیخوپوروی صہ ۱۱۳
(۵۸) حسینؑ اور انقلاب — از جناب مولوی صفدر حسین صاحب ناصر جلالی صہ ۱۱۳
(۵۹) کیا عزاداری بدعت ہے؟ — مولوی سلمان احمد صاحب صہ ۱۱۴

عہ/

احترام جذبۂ قومیت میں بعض حقائق سانحۂ کربلا سے انکار!

کیا کربلا میں اہلبیتؑ کو لوٹا نہیں گیا؟ اور نہ انکو قید کیا گیا؟

(از رشحات قلم علامہ مولانا السیّد سبط الحسن الشہیر بالفاضل لکھنوی)

تاریخ اسلام کے طالب علم سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ ۱۳۰۰ برس کے عرصہ میں واقعات کربلا کو پوشیدہ کرنے، اس کی اہمیت کو گھٹانے، اور وہ شدید مظالم جو آل محمدؐ پر کربلا میں وارد کئے گئے ان کو ہلکا کرنے کی مختلف عنوان سے برابر کوششیں کی گئیں۔ نہ صرف گذشتہ دور میں بلکہ عہد حاضر میں بھی جس میں ہم موجود ہیں، کربلا کے "تاریخی واقعہ کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ گذشتہ دور میں اس امر کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا تھا وہ اتنا خطرناک نہ تھا جتنا کہ موجودہ طریق کار ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج شیعوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو سانحۂ کربلا کے بعض مسلم الثبوت "تاریخی حقائق کے عدم وقوع کی طرف کبھی کبھی اپنے رجحان کو ظاہر کر دیتے ہیں اور من حیثیت المجموع جمیع واقعات کربلا کو جو تاریخی حقائق کی بنا پر تسلیم کئے جا رہے ہیں ان کو یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ واقعات صدیوں کے احتمالات و تصورات (CONCEPTION) کی ایک ارتقائی صورت ہے، یہ پروپگنڈا صرف سرزمین ہند و پاک ہی میں نہیں بلکہ ممالک عربیہ خصوصاً عراق میں بہت ہی منظم طریقہ سے ہو رہا ہے۔ اس مقصد کیلئے عربوں کی قوم پرست جماعت نے خاموشی کیسا تھ رازدارانہ طریق کار اختیار کیا ہے۔ اور عربوں کی عصبیتِ قومی و دینی انجام مرام کے لئے معین ہو رہی ہے۔ ابھی تک ہندوستان و پاکستان میں بظاہر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اپنے کو قاتلان حسینؑ کی طرف منسوب کر کے فخر کرے۔ لیکن عراق میں جہاں آل محمدؐ کا خون انتہائی بے دردی سے بہایا گیا۔ ایسے لوگ آج بھی بستے ہیں جو اس پر فخر کرتے ہیں کہ وہ قاتلان حسینؑ کی اولاد ہیں۔ زیادہ عرصہ کی بات نہیں تھوڑے ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ عراق میں "قلعة العمارة" کے قریب "نھر الغراف" کے ساحل پر جو عشائر (قبائل) آباد ہیں ایک مرتبہ اُن سے کسی بات پر سادات بنی فاطمہؑ سے اختلاف ہو گیا اس موقع پر اہل عشائر یہ ہوسہ ...... (INFATUATION) کرتے ہوئے سادات کو قتل کرنے کے لئے نکلے تھے۔

لای من معجزہ جدک

" حِن یعرض جَدہُ انگص ایدہ ای نقص یدہ
اسرع حِن جدک ولہ سر گیہ ای زناد بندوق
جد نا ابرحص کہ جدک ببیلہ ای قتل۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ "تمہارے دادا کے معجزے کے ظاہر ہونے سے پہلے کہ وہ ہاتھوں کو قطع کر دیں ہماری بندوق کی گولیاں تمکو نشانہ بنانے میں زیادہ سرعت سے کام لیں گی۔ تمہیں معلوم نہیں کہ میرے ہی مہروص دادا (شمر لعنؔ) نے تمہارے جد (حسینؑ سبط رسول اللہؐ) کو قتل کیا ہے"

عشائر شط الغراف کے مندرجہ بالا ہوسہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ فرزند رسولؐ کے خون کو کتنا بیکس سمجھتے ہیں

یہ ذہنیت صرف آج ہی نہیں ہے بلکہ اس کا وجود ہمیشہ رہا ہے جس کی وجہ سے قتل حسینؑ کو جائز اور قاتلان حسینؑ کے اقدام کو برسر حق وصواب سمجھا گیا۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں:—

انه قتل بحق فانه اراد ان یشق عصا المسلمین ویفرق الجماعة وقد ثبت فی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال من جاءکم وامرکم علی رجل واحد ان یفرق جماعتکم فاقتلوه، قالوا والحسینؑ جاء وامر المسلمین علی رجل واحد فاراد ان یفرق جماعتهم وقال بعض هولاء هو اول خارج خرج فی الاسلام علی ولاة الامر"

(منہاج السنۃ ابن تیمیہ)
(جلد ۲ ص۲۴۷)

"حسینؑ کو جائز طور پر قتل کیا گیا کیونکہ وہ مسلمانوں کے اتفاق کو ختم کرکے جماعت میں افتراق و اختلاف کرنا چاہتے تھے۔ حدیث صحیح میں رسول اللہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اگر مسلمان ایک شخص کی حکومت پر مجتمع ہو جاویں اور کوئی دوسرا اختلاف کرکے تمہاری جماعت کو پراگندہ کرے تو اس کو قتل کردو۔ کہتے ہیں کہ مسلمان ایک شخص (یزید) کی خلافت پر مجتمع ہو چکے تھے لیکن حسینؑ نے مسلمانوں کی جماعت کو پراگندہ کرنا چاہا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے اولی الامر پر خروج کیا وہ حسینؑ ہیں۔"

ایسا رجحان رکھنے والے عالم اسلام میں ہر مملکت میں پائے جاتے تھے۔ اس لئے امام حسینؑ کا شہید کر دیا جانا جمہور کے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ یہ امر عبداللہ بن عمر کے ایک قول سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ عراقی فرزند رسولؐ کے خون کو سبک سمجھتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح ترمذی میں ہے کہ ایک عراقی نے ابن عمر سے یہ پوچھا کہ پشہ کے خون کی دیت کیا ہے؟ ابن عمر نے بجائے جواب دینے کے سائل سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں عراق کا باشندہ ہوں۔ یہ سنکر ابن عمر لوگوں سے کہنے لگے۔ "انظروا الی ھذا یسألنی عن دم البعوض وقد قتلوا ابن النبی صلی اللہ علیه" اس مرد کو تو دیکھو کہ پشہ کے خون کے بارے میں مجھ سے سوال کر رہا ہے۔ حالانکہ انھیں عراقیوں نے فرزند رسولؐ کو قتل کر ڈالا" (صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۱۱ طبع مصر)

ابن عمر کی گفتگو سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جمہور کے نزدیک فرزند رسولؐ کا خون کتنا سبک تھا، عوام میں اس رجحان کے پیدا ہونے کا سبب دراصل یہ عقیدہ تھا کہ خلیفہ و امام کا تعین اجماع و شوریٰ قہر و غلبہ کے ذریعہ ہونا چاہیے۔ اور اجماع و شوریٰ، قہر و غلبہ سے جو خلیفہ متعین ہو جائے وہ صحیح معنوں میں خلیفۃ الرسول ہوگا۔ جسکے خلاف آواز بلند کرنے والا قابل گردن زدنی ہے۔ اسی لئے ابن عربی نے بے دھڑک یہ کہدیا کہ "قتل الحسینؑ بسیف جدہ" (کتاب العواصم والقواصم ابن عربی، مقدمہ ابن خلدون ص۱۴۸ طبع بیروت)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی "ابن عربی" کے اس قول کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:—

انه قال لم یقتل یزید الحسینؑ الا بسیف جده ای بحسب اعتقاده الباطل انه الخلیفة والحسینؑ باغ علیه والبیعة سبقت لیزید"

(المنح المکیة لابن حجر مکی ص۲۲۱ طبع بہیہ مصر)

"ابن عربی کہتے ہیں کہ یزید نے حسینؑ کو قتل نہیں کیا مگر یہ کہ انکے نانا کی تلوار سے مطلب یہ کہ ابن عربی کے اعتقاد باطل میں یزید خلیفہ برحق تھا اور حسینؑ نے اس پر بغاوت کی تھی۔ حالانکہ یزید کی بیعت خلافت واقع ہو چکی تھی جس سے اختلاف وانحراف ناجائز تھا"

یہ عقیدہ صرف ابن عربی کا ذاتی رجحان نہیں ہے بلکہ جمہور امت کے اسی بنیادی عقیدۂ اجماع و قہر و غلبہ کا نتیجہ ہے،

علامہ سید آلوسی حنفی بغدادی لکھتے ہیں:—

قال ابن جوزی فی کتابه سر المصون من الاعتقادات العامة التی غلبت علی جماعة منتسبین الی السنة ان یقولون ان یزید کان علی الصواب وان الحسینؑ اخطاء بالخروج

"علامہ ابن جوزی اپنی کتاب سر المصون میں کہتے ہیں کہ جمہور جماعت اہلسنت کا یہ اعتقاد ہے کہ یزید راہ صواب پر تھا اور حسینؑ نے یزید پر خروج کرنے میں خطا کا ارتکاب کیا (معاذ اللہ)

(تفسیر روح المعانی سید آلوسی حنفی بغدادی جلد ۵ ص۱۲۵)

یہی خیال دیگر علمائے اہلسنت ابوشکور سلمی وابن تیمیہ وغیرہ کا ہے۔ اور موجودہ زمانے کا اموی نواز مورخ اہل سنت الاستاذ الشیخ محمد الخضری مصری بھی اسی رجحان کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے:-

وعلی الجملہ فان الحسینؑ اخطاء خطاء عظیما فی خروجه اما الحسینؑ فانه خالف علی یزید وقد بایعه الناس ولم یظهر منه ذالک الجور ولا العسف عند اظهار ھذا الخلاف،

„الغرض حسینؑ یزید پر خروج کرنے میں خطاء عظیم کے مرتکب ہوئے کیونکہ حسینؑ نے یزید کی مخالفت ایسے وقت کی جبکہ تمام مسلمان اس کی بیعت کر چکے تھے۔ اور اس وقت تک یزید سے کوئی ظلم و سرکشی بھی نہیں ظاہر ہوئی تھی“

(محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ جلد دوم ص۲۳۵ طبع مصر)

بعض جمہور نے بمصداق اس کے کہ ”میرے دونوں میٹھے“ یہ مسلک اختیار کیا کہ حضرت سید الشہداءؑ کی شہادت و مظلومی کا اعتراف کر کے یزیدیوں کو بھی برسر حق و صواب سمجھا، ابن خلدون اپنے مقدمہ تاریخ میں لکھتا ہے:-

الحسینؑ فیها شهید ومثاب وهو علی حق واجتهاد والصحابة الذین کانوا مع یزید علی حق ایضا۔

„حسینؑ شہید و مثاب ہوئے اور وہ حق و اجتہاد پر تھے۔ لیکن وہ صحابہ بھی جو یزید کے ساتھ تھے وہ بھی حق اجتہاد پر تھے۔“

(مقدمہ ابن خلدون ص۱۸۹ طبع بیروت)

ولا تذهب بك الغلط ان تقول بتأثیم هولاء بمخالفة الحسینؑ وقعودهم عن نصرته فانهم اکثر الصحابة وکانوا مع یزید۔ (ایضاً ص۱۸۹)

„دیکھو کہیں اس غلطی میں نہ مبتلا ہو جانا کہ حسینؑ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے یا ان کی مدد نہ کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو گنہگار سمجھ لو کیونکہ ان مخالفین حسینؑ میں زیادہ تر صحابہ تھے جو یزید کے ساتھ تھے“

پھر کہتے ہیں:-

اما غیر الحسینؑ من الصحابة الذین کانوا بالحجاز و مع یزید بالشام والعراق ومن التابعین لهم فراؤا ان الخروج علی یزید وان کان فاسقا لا یجوز“

„لیکن حسینؑ کے علاوہ وہ اصحاب جو حجاز میں تھے اور وہ اصحاب جو یزید کیساتھ شام وعراق میں تھے اور اسی طرح تابعین بھی یہ سب کے سب وہ لوگ تھے جو یزید کو باوجود فاسق سمجھنے کے اس پر خروج کرنا ناجائز سمجھتے تھے“

(مقدمہ ابن خلدون ص۱۸۸)

اسی بنا پر سواد اعظم اہل سنت کا یہ مسلک ہے،

ولا ینعزل الامام بالفسق والجور لانه قد ظهر الفسق وانتشر الجور من الائمة والامراء بعد الخلفاء الراشدین والسلف کانوا ینقادون لهم ویقیمون الجمعة والاعیاد باذنهم ولا یرون الخروج علیهم،

„خلیفہ و امام کو فسق یا ظلم و جور کی وجہ سے معزول نہیں کیا جائیگا کیونکہ خلفاء راشدین کے بعد خلفاء و امراء سے فسق و فجور کا اظہار و انتشار عام طور سے ہوا ہے اور سلف امت ان کی مطیع و فرمانبردار رہی ہے ان کے حکم سے جمعہ و عیدین کی نمازیں قائم کرتے (اور خطبہ میں خلیفہ کی حیثیت سے ان کا نام لیتے) اور ان پر خروج کرنے کو صحیح و درست نہیں سمجھتے تھے“

(شرح عقائد الامام عمر النسفی للعلامہ التفتازانی ص۱۲۳ طبع انوار محمدی لکھنؤ)

خالص سُنی نقطۂ نظر کی بنا پر یہ وہ رجحانات ہیں جو صرف اہل سنت ہی کو شہادت حسینی کے خلاف برانگیختہ کرتے رہے شیعوں کے دل و دماغ اس سے نہیں متاثر ہو سکتے تھے، لیکن عصر حاضر میں جبکہ ”وطنیت و قومیت“ نے ”دین و مذہب“ کی جگہ لے لی ہے اور ”دین و مذہب“ کے مقابلہ میں ”وطنیت و قومیت“ کو اولیت کا درجہ حاصل ہو گیا ہے ”مقتل حسینؑ“ کا مطالعہ بھی نوجوانان عرب ”وطنیت و قومیت“ کی عینک لگا کر کر رہے ہیں۔ آج عراق کے شیعہ و سنی طلباء کو ایک مشترک قومی و وطنی نقطۂ نظر سے واقعات کربلا کا مطالعہ کرنے کی تمرین دی جا رہی ہے۔ اب ان نوجوانوں کو سبق پڑھا کر یہ ذہن نشین کرایا جا رہا ہے۔ کہ

الهاشمیون والامویون اجدادنا وهم متفاخر بهم کلهم عرب اختلاف درجاتهم وحسناتهم عاشوا فی دیارنا واذا

„بنی ہاشم اور بنی امیہ یہ دونوں ہمارے اجداد ہیں اور یہ لوگ ہم عربوں سے ہیں اور یہ ہماری بستیوں میں آباد تھے۔ اگرچہ لوگ

درسنا شیئاً عن اختلافاتہم	اپنی منزلت اور خوبی میں یکساں
فانما نقصد من ذلک العبرۃ	نہیں بلکہ مختلف درجات رکھتے ہیں
حتی نتحقق مصادر الخلاف فلا	لیکن ان میں سے ہر ایک ہمارے
نقع فیہ فنبقی محافظین علی	لئے باعث فخر و مباہات ہے
جامعتنا القومیۃ العربیہ	جب ہم ان کے کچھ آپس کے اختلافات
مہما اختلفنا فنحن عرب	کو پڑھتے ہیں تو اس کا مقصد اسکے
قبل کل شئی وغایتنا جمع کلمۃ	سوا اور کچھ نہیں ہوتا کہ اس سے
العرب وشعارنا " باسم	ہم نصیحت و عبرت حاصل کریں
العرب نحیی وباسم العرب	اور اختلاف کرنے کے جو نقصانات
نموت " فنحن فی عصر نفاخر	ہیں وہ ہم پر واضح و محقق ہو
فیہ کل امۃ بقومیتہا وتقالیدہا	جائیں۔ تاکہ ہم خود مبتلائے
(تاریخ الامۃ العربیہ تالیف درویش	اختلاف نہ ہوں۔ اور اختلاف کی
المقدادی ص ۱۵۱ و ص ۱۶۰ طبع	حالت میں بھی عرب اور اسکی قومی
مطبعۃ الحکومۃ البغداد)	سوسائٹی کی حفاظت کرتے رہیں

اس لئے کہ ہم سب سے پہلے کچھ اور ہونے سے قبل "عرب" ہیں اور ہمارا مقصد عربوں کا اتحاد ہے اور ہمارا اشعار قومی (MOTD, EMBLEM) یہ ہے "عرب کے نام پر ہم زندہ ہیں اور عرب ہی کے نام پر ہماری موت ہے" اسلئے کہ ایسے زمانہ میں ہیں جبکہ ہر قوم اپنی قومیت و روایات قومی پر فخر کرتی ہے"

"تاریخ الامۃ العربیہ" جس کا حوالہ میں نے دیا ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جو وزارت تعلیم حکومت عراق کی طرف سے مدارس ثانوی میں داخل نصاب ہے جس کو عراق کا شیعہ نوجوان اپنے درس میں پڑھتا ہے، اب عراق کا شیعہ نوجوان اپنی قومی تعلیم سے متاثر ہو کر بنی امیہ پر فخر کریگا اور ان کا جذبہ قومی شمر و یزید کو بحیثیت عرب ہونے کے قابل احترام و افتخار سمجھے گا۔ اور یزید بن معاویہ کی حکومت کو خالص عربی حکومت سمجھ کر امام حسینؑ کے اختلاف کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھے گا۔ بلکہ اس سلسلہ میں حضرتؑ کے اقدام کو قوم عرب میں افتراق انگیزی کا سبب قرار دے گا۔ اور یہ سمجھے گا کہ کربلا کا سانحہ در اصل یہ پاداش ہے اس افتراق و اختلاف کا جو ملت عرب میں امام حسینؑ نے پیدا کرنا چاہا تھا اور قوم عرب کی تاریخ میں امام علیہ السلام کے اس اقدام و موقف کو بغاوت و فتنہ سے تعبیر کرے گا۔ جیسا کہ اسی کتاب میں بضمن حکومت یزید بتلایا گیا ہے

فحدثت فی ایامہ ثلاث فتن	"یزید کے زمانہ خلافت میں تین
الاولی ثورۃ العلویین	فتنے رونما ہوئے۔ پہلے اولاد علیؑ
بقیادۃ الحسینؑ وقیامہم	کی بغاوت جو امام حسینؑ کی قیادت
علی الامویین وھی مظہر	میں امویوں کے خلاف ہوئی در اصل
من مظاہر النزاع القدیم	یہ زمانۂ جاہلیت کی پیدا شدہ قدیمی
الذی ولد فی الجاہلیۃ	نزاع کی ایک شکل تھی۔ جس میں
وتقوی بعد الاسلام وکان	بعد اسلام قوت پیدا ہو گئی۔ اسی طرح
من مظاہرہ النزاع علی	عہد اسلام میں بعد وفات رسولؐ
الخلافۃ بعد وفاۃ النبیؐ	خلافت کا جھگڑا، اور وہ منازعت
والنزاع بین علیؑ ومعاویہ	جو علیؑ اور معاویہ کے درمیان ہوئی
" وفی ہذہ الفتن سفکت	یہ سب کے سب زمانۂ جاہلیت کے جھگڑے
دماء العرب وتفرقت	کے مختلف پرتو اور مظاہر ہیں۔
الامۃ الی شیع "۔	"ان فتنوں میں عربوں کا خون بہایا
" ولم یکن قتل الحسینؑ	گیا۔ اور ملت عرب میں تفرقہ
یقمع الفتن بل زادت	ہو گیا"۔
الفتن اشتعالاً "	"قتل حسینؑ سے فتنہ فرو نہیں ہوا
(تاریخ الامۃ العربیہ	بلکہ فتنہ کی آگ اور زیادہ بھڑک
ص ۱۷۰ ،، ص ۱۷۱)	اٹھی"۔

مندرجہ بالا تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ نجف و کوفہ کے قریب جو شیعی قبائل آباد ہیں اُن میں ایک ادیب "معن العجلی" ایسا قوم پرست مفکر پیدا ہوتا ہے جو اپنے فکر و ادب سے دین و مذہب کے خلاف زہر افشانی کرتا ہے۔ وہ اپنی کتاب "فی البصرۃ" میں لکھتا ہے۔

این نکون نحن ونحن عرب	"ہم کہیں بھی ہوں لیکن کچھ اور
قبل ان نکون ای شئی واین	ہونے سے پہلے ہم عرب ہیں ہم کہیں
نکون نحن نحن نعتنق	بھی ہوں لیکن ہم اپنے ایسے قومی
المبادی القومیۃ المتحررۃ	مبادیات کے حلقہ بگوش رہیں گے
من خرافات المذاہب	جو ہمکو خرافات مذہب سے نجات دلاکر

والمنطلقة نحو الحرية والشعور القومي — "

ماذا نكون نحن ونحن احرار مطلقون من كل قيد مذهبي يشتت العرب ويصدع وحدتهم ماذا نكون غير ان نعتقد بان التظاهر بالتعصب المذهبي في اي ضرب وبه والوانه ان هو الا تحدٍ سافر للكرامة العربية والشعور القومي وان هو الا طعن مود بالروح العربي والذهن القومي وان هو الا التعصب الهوج وتقلب سادي يندفع بصاحبه الى بغض العرب والتجسس عليهم "

(فی البصرة ص۳۰ طبع بغداد ۱۹۴۳ء)

عمیق شعور قومی اور حریت فکر کی طرف لیجانے والے ہیں — ہم کچھ بھی ہوں لیکن ہم ہر ایسے قیود مذہبی سے آزاد ہیں جو عربوں میں اختلاف پیدا کرکے اُن کی وحدت کو ختم کردیں — ہم کچھ بھی ہوں لیکن ہمارا اعتقاد ہے کہ عصبیت مذہبی کا مظاہرہ کسی رنگ ڈھنگ میں بھی کیوں نہ ہو، عربی شرافت و قومی شعور کو مٹا دینے والا ہے اور روح عربی و قومی ذہن کے لئے مہلک ہے — یہ عصبیت مذہبی انتہائی حماقت اور بدترین ضلالت ہے — مذہبی عصبیت رکھنے والا عربوں کی بغض و عداوت میں مبتلا ہوکر ان کے عیوب کا تجسس کرتا ہے "

"صعق العجلی" بلاد عرب میں یہودیوں کی طرح عجمیوں کو آسودہ حال نہیں دیکھنا چاہتا، وہ مقامات مقدسہ نجف و کربلا و کاظمین میں کسی عجمی کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا — اور نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ ان مقدس شہروں میں ان کو شہری حقوق و آزادی حاصل ہوں — بلکہ وہ عجمیوں کو مقامات مقدسہ سے نکال دینا چاہتا ہے — اور اس امر کے لئے وہ حمیت عرب سے پرزور اپیل کرتا ہے (فی البصرہ ص۲۸، ۲۹)

وہ ان مقامات مقدسہ کو خالص عربی روح سے خالی پاتا ہے ان مقدس شہروں میں وہ ایسے روایات و رواسم کو رائج و شائع دیکھتا ہے جن کو وہ عربی قومیت کے منافی سمجھتا ہے اس لئے وہ ان کو مٹانا چاہتا ہے (فی البصرہ) اور باوجودیکہ وہ بظاہر شیعی گھرانے میں پیدا ہوا ہے لیکن چونکہ اس کی ذہنی تربیت و فکری نشوونما دین و مذہب کے خلاف "وطنیت و قومیت" کے اصول پر ہوئی ہے اس لئے بجائے ان مقامات مقدسہ سے مانوس ہونے کے وہ نجف کا نہیں بلکہ جو بصرہ کے قریب ہے اور جہاں زبیر بن العوام کی قبر ہے اس کی طرف وہ زیادہ مانوس ہوتا ہے —

لان الزبير بيئة عربية محضة فلا بد ان يكون لها حصة من هذا الاتجاه القومي الذي يسوقني الى التعلق بكل شيء عربي فلا بد من ان ازور الزبير " والزبير بلد عربي بحت واهله عرب تظهر فيهم المزايا العربية العريقة في السمو والرفعة — "

اجل فالزبير بيئة ولذا أحن اليها كما أحن الى اي مكان في بلاد الضاد والزبير عربية ولذا فانا مسؤول امام ضميري العربي ان اتحدث عنها عن عروبتها ومسؤول ان احترمها واحلها في المكان الذي اضع فيه صورة كل جزء من اجزاء البلاد العربية وهو قلبي وعقلي وعواطفي وكل شيء في كياني، والزبير عربية ولذا يجب ان أرى اهلها يترفعون عن كل شيء ليس بعربي كالطائفية المذهبية وغيرها من الافكار السخيفة والاندفاعات العمياء التي تسبب تشويه سمعة العرب "

" کیونکہ بلد زبیر خالص عربی گھر ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ قومی سربلندی و وقار میں اس کا حصہ ہو — جس سے مجھے دلی لگاؤ ہے اس بنا پر ضروری ہوا کہ میں بلد زبیر کی زیارت کروں — زبیر خالص عرب آبادی ہے جس کے باشندے عرب ہیں جن میں رفعت و بلندی کے گہرے آثار پوری طرح پائے جاتے ہیں — بیشک زبیر کی آبادی عربی ہے اس لئے میں اس کی طرف مشتاق ہوتا ہوں جیسا کہ کسی عربی شہر کی طرف کشش ہو چونکہ زبیر عربی بلد ہے اس لئے میں اپنے عربی ضمیر کے سامنے جوابدہ ہوں گا اگر اس بلد عرب کی توصیف نہ کروں اسی طرح اگر اس بلد عرب کی عزت و احترام میں کمی کردوں تب بھی جوابدہ ہوں گا — ایسے مکان میں وارد ہو رہا ہوں جس میں بلاد عربیہ کے ہر خطے اور حصے کو لاکر رکھدوں، یہ مقام میرا قلب و دل، عقل و فکر، جذبات اور خواہشیں اور ہر وہ شے ہے جو میری طبیعت و فطرت میں ہے زبیر چونکہ بلد عربی ہے اس لئے یہاں کے لوگوں کو ہر شے سے بلند دیکھنا چاہتا ہوں — یہاں کے لوگ ایسے عربی نہیں ہیں جیسے کہ مذہبی گروہ والے عرب ہیں جن کے افکار و روایات اور کورانہ دلائل عرب کی شہرت

ونیک نامی کو ختم کرکے اسکی بدنامی کا سبب ہیں۔"

معن العجلی کے اس بلد میں "مدرسۃ النجات" نامی ایک تعلیم گاہ بھی ہے، یہ کیا ہے۔؟

وتختلف هذه المدرسة عن جميع المدارس العربية في العراق بكونها تدرس فيها الوحدة العربية وتحفظ فيها الشعر الذي يتضمن مفاخر العرب وامجادهم —" والى جانب هذا يربى فيها الطالب على اساس التربية الاسلامية الصحيحة — والمنطبقة على الصور الرفيعة التي تلتزم فيها القوانين الخلقية العربية"— (في البصرة ص ۴۲)

"یہ مدرسہ عراق کے تمام مدارس عربیہ سے ممتاز و مختلف ہے کیونکہ اس میں وحدت عربیہ کا درس دیا جاتا ہے۔ اور ایسے اشعار کو محفوظ کیا جاتا ہے جو مفاخرات عرب کے مضامین پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ صحیح اسلامی اساس پر طالب علم کی تربیت کی جاتی ہے۔ جو مطابق ہیں ان بلند قومی لقورات سے جو عربی قوم کی طبیعت و فطرت کے لئے لازم ہیں۔

یہی وہ سرزمین ہے جہاں تاریخ اسلام کو بھی "قومیایا" جارہا ہے۔ (اس جدید اخباری لفظ کو استعمال کرنے پر ناظرین معاف کریں گے) یعنی ایسے تاریخی واقعات وحقائق کے انکار کرنے کی تحریک چلائی جارہی ہے جو قوم عرب کے لئے باعث عار و شرم ہیں۔ چنانچہ وحدت عربیہ کے لئے جو دس بنیادی لائحہ عمل مقرر کئے گئے ہیں ان میں تیسرا لائحہ عمل یہ ہے:—

ثالثاً، تغيير التاريخ العربي بحرق جميع الكتب المتضمنة للمثالب والنقائص والمحرفة بسبب الشعوبيين والمغرضين، ومعاقبة جميع من كتبها — وباعتها لهذه الكتب التي تقدح في الكرامة العربية وتوجد الخلاف المذهبي بين العرب تحفظ الذهن العربي من كل اثر سيء من الاثار التي خضع لها هذا الزمن الطويل، (في البصرة ص ۱۲۱،۱۲۲)

"سوم، عربی تاریخ کا بدل دینا اس طرح کی تمام ایسی تاریخی کتابوں کو جلا دیا جائے جس میں عربوں کے مثالب و معائب یا ان کی کمزوری کا ذکر ہے اور وہ کتابیں بھی جن میں شعوبی (عربوں کو افضل نہ سمجھنے والا گروہ) جماعت نے تحریف کیا۔ اور جو ان کتابوں کی نشر و اشاعت کرے ان کو سزا دی جائے۔ اور ایسی کتابوں کو جو عربی شرافت و کرامت کو مقدوح کرتی ہیں اور جن کی وجہ سے عربوں میں اختلاف مذہبی کا وجود ہے۔ تلف و برباد کرکے ہم عربی دل و دماغ اور اُس کے ذہن کو ہر ایسے بُرے اثر سے محفوظ کرنے میں کامیاب ہوں گے جسکو زمانۂ طویل سے قبول کرنے پر ہم راضی تھے۔"

منجملہ دیگر اُمور کے سانحۂ کربلا بھی ہے جو عربوں کی ذلت و رسوائی کیلئے کلنگ کا ٹیکہ ہے۔ ...... رسول اللہؐ کے مشہور صحابی زید بن ارقمؓ نے جب امام حسینؑ کی شہادت کو سُنا تو ابن زیاد کے بھرے دربار میں یہ کہنے لگے،

"انتم العبيد بعد اليوم قتلتم ابن فاطمةؑ ......، فبعدا لمن رضي بالذلة والعار"

"آج سے اے قوم عرب تم سب غلام ہوگئے۔ فرزند فاطمہؑ کو تم نے قتل کردیا۔ وائے ہو اس پر جو اس ذلت و رسوائی پر راضی ہو۔"

(تاریخ الطبری محمد بن جریر جلد ۶ ص ۲۶۲ طبع مصر، مقتل الخوارزمی جلد دوم ص ۴۶ طبع عراق، صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص ۱۱۶ طبع مصر) عمرو بن نعجہ کا یہ قول تھا "ان اول ذل دخل العرب قتل الحسين بن عليؑ" سب سے پہلی ذلت جو عرب میں داخل ہوئی وہ امام حسینؑ کا واقعۂ قتل ہے۔ (مقتل الخوارزمی جلد ۲ ص ۴۶) اُم المومنین حضرت ام سلمہؓ نے جب امام حسینؑ کی شہادت کو سُنا تو "لعنت اهل العراق" تو آپ نے اہل عراق پر لعنت فرمائی۔ (مقتل الحسینؑ للخوارزمی جلد ۲ ص ۴۶) سلیمان بن قتہ عدوی تابعی کہتا ہے ؎

وانّ قتيل الطف من آل هاشم
اذل رقاب المسلمين فذلت

(دیوان حماسہ ابو تمام الطائی باب المراثی۔ تذکرۃ سبط ابن جوزی ص ۱۵۴)

عار و ذلت کے اس بدنما داغ کو کیونکر دھویا جائے؟ یہ ایک

ایسی فکر ہے جو وطن پرست عربوں کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہے۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے "وحدت عربیہ" کے دستور العمل میں یہ پروگرام بھی داخل ہے کہ عربی تاریخ سے وہ ایسے واقعات کو مٹا دیں جو ان کی قوم و ملت کی ذلت و رسوائی کا سبب ہیں مجموعی طور سے سانحۂ کربلا سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس لئے سوچ سمجھکر پہلا قدم اس طرح اٹھایا ہے کہ سب سے پہلے بعد شہادت کے واقعات ظلم سے انکار کیا جاوے، چنانچہ نہایت ہی رازداری کیساتھ آج عراق میں یہ پروپگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اہلبیتؑ و مخدرات اسیر بلا نہیں ہوئے اور نہ ان کے ساتھ وہ مظالم برتے گئے۔ جو بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ سب غلط واقعات ہیں جن کو شعوبی جماعت نے شہرت دیدی کہ ہے یہ واقعات اہلبیتؑ کی جلالت شان کے منافی ہیں۔ کبھی بھی ان پر ایسے مظالم نہیں وارد ہو سکتے تھے۔ اس تحریک کو بہت ہی ہوشیاری سے شروع کیا ہے کربلا و نجف کے بعض اہل دین (معین العجلی کی زبان میں السطائفۃ المنذھبیہ) بھی اس فریب میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ جو بعض ہندوستانی زائرین کو بھی اپنے رجحانات سے متاثر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ محمود آباد کے ایک پرخلوص مقامی ذاکر صاحب جو حال ہی میں زیارت عتبات سے مشرف ہو کر واپس ہوئے ہیں وہ بھی اس پروپگنڈے کا شکار ہو کر پلٹے۔ اور اب وہ خیام اہلبیتؑ کا لوٹ لیا جانا، مخدرات کی چادروں اور زیورات کا چھین لینا، اور گرفتاری و اسیری کے واقعات کو پڑھنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ کیونکہ موصوف کو یہ باور ہو گیا ہے۔ کہ یہ واقعات صحیح نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ وہ تاریخی واقعات ہیں جن سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ چند قابل استناد و معتبر مورخین کے بیانات قابل ملاحظہ ہیں۔

مورخ ابن واضح الیعقوبی متوفی ۲۸۴ھ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے، "وانتھبوا مضاربھم وابتزوا حرمھم" حضرتؑ کے خیام و اہل حرم کو اشقیا نے لوٹ لیا۔" کمال الدین محمد بن طلحۃ الشافعی لکھتا ہے "ودخلوا علی حرمہ فاسلبوا منہ ثقلھم" اشقیا خیموں میں داخل ہو گئے اور اہل حرم سے سامان و لباس کو لوٹ لیا۔ (مطالب السئول صفحہ ۲۵۹) مورخ طبری لکھتا ہے :—

ومال الناس علی الورس	" یہ اشقیاء ورس (زعفران) پوشاک
والحلل والابل وانتھبوھا	ولباس اور اونٹوں کی طرف متوجہ
قال ومال الناس علی نساء	ہوئے اور سب چیزیں لوٹ لے
الحسینؑ وثقلہ ومتاعہ	گئے۔ ان لوگوں نے امام حسینؑ کے
فان کانت المرأۃ لتنازع	اہلحرم و مال و متاع کو لوٹا حالت
ثوبھا عن ظھرھا حتی	یہ تھی کہ ایک بی بی کے سر سے کوئی
تغلب علیہ فیذھب	چادر اتارتا تھا تو دوسرا اس سے
بہ منھا،	چھین لیتا تھا۔"

(تاریخ الامم والملوک جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ طبع مصر)

مورخ ابن اثیر الجزری نے بھی یہی لکھا ہے :—

ونھبوا ثقلہ ومتاعہ وما	" اشقیاء نے حضرتؑ کا تمام سامان
علی النساء حتی ان کانت المرأۃ	واسباب لوٹ لیا۔ اور جو کچھ عورتوں کے
لتنزع ثوبھا من ظھرھا	جسم پر تھا اُسے بھی لے لیا حالت یہ
فیوخذ منھا"	تھی کہ اگر کوئی کسی بی بی کی چادر کو
(تاریخ کامل ابن اثیر)	اتار لیتا تھا تو اس سے دوسرا چھین لیتا۔

علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی کا بھی یہی بیان ہے :—

ومال الناس علی منزلہ	" یہ لوگ خیموں میں در آئے، تمام
فانتھبوا ثقلہ ومتاعہ	مال و اسباب اور وہ چیزیں جو
وما علی النساء	عورتوں کے جسم پر تھیں وہ سب
(کتاب الاتحاف بحب الاشراف	لوٹ لیا۔"
صفحہ ۱۷ طبع مصر)	

اخطب الخطباء ابو المؤید الموفق بن احمد المکی لکھتے ہیں :—

واقبل الاعداء حتی احدقوا	" شہادت امامؑ کے بعد دشمنوں نے
بالخیمۃ ومعھم شمر بن ذی الجوشن	بڑھکر خیمۂ اہلبیتؑ کو گھیر لیا۔ شمر
فقال ادخلوا فاسلبوا	ملعون نے حکم دیا کہ خیمہ میں گھس کر
بزتھن فدخل القوم فاخذوا	بی بیوں کے لباس و سامان کو لوٹ لو
کل ما کان بالخیمۃ حتی افضوا	پس یہ سب خیمہ میں داخل ہو گئے
الی قرط کان فی اذن ام کلثوم	اور جو کچھ خیمہ میں تھا وہ سب

اخت الحسینؑ فاخذ وه وخرموا اذنها حتی کانت المرأة لتنازع ثوبها علی ظهرها حتی تغلب علیه واخذ قیس بن الاشعث قطیفة للحسینؑ کان یجلس علیها فسمی لذلک قیس قطیفه واخذ نعلیه رجل من الازد یقال له الاسود ثم مال الناس علی الورس والحلل والابل فانتهبوها۔

(مقتل الحسینؑ للخوارزمی جلد ۲ ص۳۶)

(طبع بغداد)

لے لیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کی بہن جناب ام کلثومؑ کے کان سے آویزے کو اس طرح اتار لیا کہ کان زخمی ہو گیا۔ حالت یہ تھی کہ کسی بی بی کی چادر اگر کوئی اتارتا تو دوسرا اس سے چھین لیتا۔ قیس بن اشعث (خلیفہ اول ابوبکر کا بھانجہ جو خلیفہ اول کی حقیقی بہن ام فروہ کے بطن سے تھا) نے شہید مظلومؑ کی مسند لوٹ لی اور اسی نام سے وہ "قیس قطیفہ" مشہور ہو گیا۔ اور اسود ازدی نے حضرتؑ کی نعلین لے لی۔ اس کے بعد یہ اشقیا ورس (زعفران) گھوڑے اونٹ کو لوٹنے کی طرف متوجہ ہوئے۔"

علامہ ابو اسحٰق اسفرائینی لکھتے ہیں:—

قال ودونکم والخیام انتهبوها فدخلوا وجعلوا یسلبون ما علی الحریم والاطفال من اللباس ثم قطعوا الخیام بالسیوف فخرجت ام کلثوم وقالت یا ابن سعد اللہ یحکم بیننا وبینک ویحرمک شفاعة جدنا ولا یسقیک من حوضه کما فعلت بنا وامرت بقتال سبط الرسولؐ ولم ترحم صبیانه ولم تشفق علی نسائه فلم یلتفت الیها قالت زینب اخت الحسینؑ کنا ذلک الوقت جلوسا فی الخیام اذ دخل علینا رجال أزرق العیون فاخذ کل ما کان فی خیمتنا التی کنا مجتمعین فیها ثم نظر الی علی الصغیر ابن الحسینؑ وهو مطروح علی قطعة من الادیم فجذبها من تحته ورماه علی الارض ثم اخذ قناعی من راسی ونظر الی قرط کان فی اذنی فعالجه وقرضه باسنانه فخرم أذنی ونزعه وجعل الدم یسیل علی ثیابی وهو مع ذلک یبکی ثم نظر الی خلخال کان فی رجلی فاطمة الصغری فجعل یعالجها حتی کسرها واخرج الخلخال منهما فقالت له تسلبنا وانت تبکی فقال ابکی لما حل بکم یا اهل البیت قالت زینبؑ فخنقنی العبرة من وجع أذنی وبکاء فاطمة

(نور العین فی مقتل الحسینؑ ص۴۷)

(طبع مصر)

"لشکر یزید میں ندا کی گئی کہ یہ خیام حسینؑ سامنے ہیں ان کو لوٹ لو۔ یہ سنکر اشقیا اس میں داخل ہو گئے اور اہل حرم و اطفال اہلبیتؑ کے لباس کو لوٹنے لگے اس کے بعد خیموں کو کاٹ دیا۔ ام کلثومؑ باہر نکل کر ابن سعد سے فرمانے لگیں اے ابن سعد خدا ہمارے اور تیرے درمیان فیصلہ کرے اور تو ہمارے جد کی شفاعت سے محروم رہے اور تجھے اپنے حوض کوثر سے سیراب نہ فرمائیں ان مظالم کی پاداش میں جو تو نے ہمارے ساتھ کیا۔ فرزند رسولؐ سے تو نے جنگ کی اور ان کے بچوں پر تو نے رحم نہیں کیا اور نہ ان کی عورتوں کے ساتھ نرمی و مہربانی برتی۔ ابن سعد خاموش سنتا رہا اور ان معظمہ کی آہ و فریاد کی طرف نہیں ملتفت ہوا امام حسینؑ کی ہمشیرہ جناب زینبؑ فرماتی ہیں کہ ہم سب خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ ایسے لوگ جو کبود چشم تھے خیمہ میں بے محابا گھس آئے اور ہمارے خیمہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا وہ سب لوٹ لیا۔ امام زین العابدینؑ ایک کھال پر پڑے ہوئے تھے اس کو بھی ان غارت گروں نے گھسیٹ لیا اور بیمار کو خاک پر ڈال دیا اس کے بعد میرے سر سے چادر اتاری جب اس کی نظر میرے کانوں کے گوشوارہ پر پڑی تو اس نے اس کو گھسیٹا اور دانتوں سے کاٹ لیا جس سے میرے کان زخمی ہو گئے۔ اور خون کپڑوں پر بہنے لگا۔ اس ظلم کے باوجود وہ روتا بھی جاتا تھا۔ اس کے بعد اس کی نظر فاطمہ صغریٰ کے پیروں کے خلخال پر پڑی اس کو بھی گھسیٹنے لگا یہاں تک کہ اس کو توڑ کر اتار لیا۔ فاطمہ صغریٰ نے فرمایا تو ہمیں لوٹ رہا ہے اور روتا بھی جاتا ہے؟ اس نے کہا اے اہلبیتؑ جو مصیبت تم پر پڑی ہے اس پر روتا ہوں جناب زینبؑ فرماتی ہیں کہ کانوں کے درد اور فاطمہ صغرا کے رونے کی وجہ سے میں خود بے اختیار رونے لگی"

جناب سید ابن طاؤس کتاب الہوف میں فرماتے ہیں:—

وتسابق القوم علی نهب

"قوم اشقیا آل رسولؐ و اولاد بتولؑ

بیوت آل الرسول وقرۃ عین زہراء البتول حتی جعلوا ینتزعون ملحفۃ المرأۃ عن ظہرہا وخرج بنات آل رسول اللہ وحرمہ یتساعدن علی البکاء ویندبن لفراق الحماۃ والاحباء وروی حمید بن مسلم قال رأیت امرأۃ من بنی بکر بن وائل کانت مع زوجہا فی اصحاب عمر بن سعد فلما رأت القوم قد اقتحموا علی نساء الحسینؑ فی فسطاطہن وہم یسلبونہن اخذت سیفا واقبلت نحو الفسطاط وقالت یا آل بکر بن وائل اتسلب بنات رسول اللہ لا حکم الا للہ یا لثارات رسول اللہ فاخذہا زوجہا وردہا الی رحلہ قال ثم اخرج النساء من الخیمۃ واشعلوا فیہا النار فخرجن حواسر مسلبات حافیات باکیات یمشین سبایا فی اسر الذلۃ ""

(اللہوف علی قتلی الطفوف ص۵۷)

کے خیموں کی لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور چادریں سروں سے کھینچنے لگے۔ بی بیاں اپنے پیاروں اور وارثوں کو روتی ہوئی نکلیں۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے قبیلہ بکر بن وائل کی ایک عورت کو دیکھا جو اپنے شوہر کیساتھ ابن سعد کی لشکر میں تھی جب اسنے دیکھا کہ اشقیا حسینؑ مظلوم کے اہلحرم کو لوٹنے کیلئے اُنکے خیموں پر لوٹ پڑے اور بی بیوں کو لوٹا جا رہا ہے تو اس سے اپنے مقام پر نہ رہا گیا تلوار لیکر خیام اہلبیتؑ کیطرف آئی اور چلا کر کہنے لگی اے آل بکر بن وائل تم دختران رسولؐ کی چادریں چھینتے ہو اور انھیں لوٹ رہے ہو۔ سوائے خدا کے کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں ہے ہائے کوئی ہے جو رسولؐ اللہ کا بدلہ لے ""۔ اس کے شوہر نے بڑھکر پکڑ لیا اور اس کو قیامگاہ پر پہنچا دیا۔ پھر قوم نے اہلحرم کو خیمہ سے نکال کر خیموں کو آگ لگا دی اور شعلے بھڑک اٹھے۔ بی بیاں لٹی ہوئی اسر برہنہ، ننگے پیر روتی ہوئی، ذلت وخواری کی اسیری میں پیادہ چلی جاتی تھیں ""

اہلبیتؑ کو اس طرح لوٹا تھا کہ کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ جناب فاطمہؑ بنت الحسینؑ نے ان الفاظ میں یزید کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا قالت واللہ ما ترک لنا خرص، خدا کی قسم غارتگروں نے ایک بالی (یا ذراسی چیز) بھی ہمارے پاس نہ چھوڑی سب لوٹ لیا۔

(الحسینؑ الکتاب الثانی علی جلال المصری ص۲۷ طبع مصر)

[الخرص، حلقۃ الذہب والفضۃ وغیرہما از قسم زیور سونے یا چاندی کی بالی المنجد قاموس میں ہے ما یملک خرصا ای شیئا ذراسی چیز بھی ملکیت میں نہیں] یہ ہیں لوٹ اور غارتگری کے مختصر واقعات و حالات جنکو عرب وغیر عرب مورخین سب نے لکھا ہے اور جن کے تفصیلات فریقین کے مصنفات وکتب مقاتل میں پائے جاتے ہیں۔ اور جدید الفکر عرب مصنفین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ مصر حاضر کا مشہور مورخ ومفکر، ادیب ونقاد عباس محمود العقاد جس کی عظمت کا اعتراف معن العجلی ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

ان الاستاذ العقاد امام من ائمۃ الفکر فی ہذا العصر لہ مدرسۃ خاصۃ واسلوب عال وآراء متبکرۃ فی النقد والاجتماع ـــ وہو اکتب العرب فی الوقت الحاضر ""

"" استاد عقاد موجودہ زمانہ میں اہل فکر کے امام ہیں ان کا ایک خاص مکتب فکر ہے اور وہ بلند اسلوب کے مالک ہیں۔ تنقیدی تحقیق ومسائل عمرانیات میں بہت سی اچھوتی رائے رکھتے ہیں۔ بیشک وہ موجودہ زمانہ میں عربوں میں سب سے بڑے مصنف ہیں "" (فی البصرۃ ص۳)

عہد حاضر کا یہ سب سے بڑا نقاد ومصنف بھی یزیدیوں کی غارتگری کا ان الفاظ میں معترف ہے:۔

وکان حقا الاحیان اما توخیناہ حین قلنا انحاطر فان متناقضان وانحارب بین اشرف ما فی الانسان واوضع ما فی الانسانہ فبینما کان الرجل فی عسکر الحسین ینہض من بین الموتی ولا یضن بالرمق الاخیر فی سبیل ایمانہ، اذا بالآخرین یقترفون اسوأ الاثم فی رایہم

"" میں اپنے اصل موضوع ومطلب کے متعلق جب یہ کہتا ہوں کہ یہ دونوں (حسینی ویزیدی) گروہ ایک دوسرے کے بالکل ضد تھے تو میرا یہ کہنا بطور حقیقت ہے مجاز نہیں ہے۔ دراصل معرکۂ کربلا درمیان میں وہ ایسی جماعتوں کے تھا جن میں سے ایک جماعت اشرف انسانیت ہے اور دوسری جماعت وہ ہے جو انسانیت میں

قبل رائی غیرهم من اجل غنیمة هینة لا تسمن ولا تغنی من جوع فلو کان کل ما فی عسکر الحسینؑ ذهبا ودرا ما أغنی عنهم شیئا وهم قرابة اربعة آلاف ولکنهم ما استیقنوا بالعاقبة قبل ان یسلم الحسینؑ نفسه الاخیر حتی کان همهم الی الاسلاب یطلبونها حیث وجدوها فاندفعوا الی النساء من بیت رسول اللهؐ ینازعوهن الحلی والثیاب التی علی اجسادهن لا یزعهم عنهن مات رسول الله وازع من دین او مروة واقبلوا الی جثة الحسینؑ یتخطفون ما علیها من کساء

(ابوالشهداء الاستاذ العقاد ص ۱۹۱، طبع مصر)

پست ترین درجہ رکھتی ہے۔ ادھر تو شہادت امام کے بعد آپکے ایسے لشکر سے جو سر کٹائے ہوئے میدان میں پڑا ہے ناگہاں امامؑ کا ایک صحابی (سوید بن ابی المطاع) جو بظاہر مردوں کے درمیان سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور راہ ایمان میں دوسری مرتبہ بھی اپنی جان سے بخل نہیں کرتا۔ اسی وقت دوسرا گروہ (دوسروں کی رائے سے پہلے خود اپنی نگاہ میں) مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے بدترین گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایسی حقیر غنیمت کہ جو نہ موٹا کر سکے اور نہ پیٹ بھر سکے۔ اگر خیمۂ حسینؑ میں جو کچھ بھی تھا وہ سب کا سب سونا اور موتی بن جاتا جب بھی اتنے بڑے عظیم لشکر کے لئے وہ کیا تھا بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا حسینؑ کی شہادت سے پہلے یہ لوگ انجام سے بے خبر تھے اور عاقبت کا یقین نہ تھا۔ اسی لئے ان کو لوٹ کی فکر تھی جہاں بھی لوٹ کا مال ملے وہ غارتگری کے لئے آمادہ تھے اسلئے وہ بعجلت تمام خاندان رسالتؐ کی عورتوں کو لوٹنے کے لئے جھپٹ پڑے اور ان کے جسموں سے لباس و زیور کو لوٹنے لگے۔ ان کے دین و مروت نے بھی انھیں حرمت رسولؐ کو ضائع و برباد کرنے سے باز نہیں رکھا۔ اس کے بعد وہ امام حسینؑ کے جسم مبارک کی طرف متوجہ ہوئے اور لباس اتار لیا۔"

بعد ازیں بعد شہادت امام مظلومؑ آپکے اہلبیتؑ کا اسیر کیا جانا اور معمولی قیدیوں کی طرح شہر بشہر کوفہ و شام لے جایا جانا ایک ایسا واقعہ ہے جس سے کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آجتک ان واقعات سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام و دیگر اسرائے اہلبیتؑ کے احتجاجات و خطب و اشعار جو بازار کوفہ و شام اور دربار ابن زیاد و یزید اور بعد رہائی مدینہ پہونچکر ہوئے ہیں ان سب میں خاص طریقے سے اس ظلم و جور کا تذکرہ ان حضرات نے فرمایا ہے۔ اسی طرح آئمہ معصومین علیہم السلام کی احادیث و ارشادات میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ علاوہ ازیں اموی و عباسی عہد کے شعرائے عرب کی ایک کثیر تعداد ہے جنھوں نے اپنے اشعار و مراثی میں اسیری اہلبیتؑ و مظالم بعد شہادت کو نظم کیا ہے شعرائے عرب کا ان مظالم کا نظم کرنا بھی ایک ایسی شہادت ہے جسکو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ تاریخ عرب کی تدوین و تالیف میں اشعار عرب کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ "الشعر دیوان العرب" تو مشہور ہی ہے۔ صرف اسرائے اہلبیتؑ ہی نے اپنی اسیری پر یزید کے سامنے احتجاج نہیں کیا تھا۔ بلکہ بنی ہاشم کے دوسرے بزرگوں نے جن پر براہ راست یہ مصیبت نہیں پڑی تھی۔ انھوں نے بھی اس ظلم پر یزید سے احتجاج کیا۔ چنانچہ عبد اللہ بن عباسؓ نے اپنے ایک خط میں جو یزید کو تحریر کیا تھا۔ یہ احتجاج کیا تھا کہ تو نے مخدرات بیت رسالتؐ کو مثل ان غلاموں اور لونڈیوں کے جو شہر بشہر بیچنے کے لئے لے جائے جاتے ہیں اسیر و قیدی بنایا جیسا کہ مورخ ابن واضح یعقوبی متوفی ۲۹۲ھ نے لکھا ہے۔ کہ جب یزید کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ ابن عباس نے عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے تو وہ ابن عباس سے بہت خوش ہوا۔ اور ایک خط جس میں محض لطف و عنایت کا اظہار تھا ابن عباس کو لکھا اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ ابن زبیر کی بیعت سے انکار کر کے آپ نے وفاداری کی اور ہماری محبت کا ثبوت دیا۔ اس خط کا جواب ابن عباس نے یزید کو بہت سخت الفاظ میں دیا۔ اور کہا بلاشبہ خاندان رسالتؐ پر جو مظالم اس نے ڈھائے تھے ان کو کھلکر ظاہر کیا کہ ایسا شخص محبت کے قابل ہے؟ اور اس امر کا مستحق ہے کہ اس کے ساتھ وفاداری کی جاسکے؟ اس خط میں عبد اللہ بن عباسؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

ومن اعجب العجائب وما عشت اراك الدهر العجيب حملك بنات عبد المطلب

"اور انتہائی حیرتناک امر یہ ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ تو نے دختران عبد المطلب اور انکے بچوں

وغلمة صغاراً من ولدك اليك بالشام كالسبي المجلوب تري الناس انك قهرتنا وانك تامر علينا (تاریخ الیعقوبی جلد دوم ص ۲۹۷ جرمن ایڈیشن)

چھوٹے بچوں کو قید کر کے مثل ایسے غلام اور کنیزوں کے جو شہر بہ شہر بیچنے کے لئے لے جائے جاتے ہیں کربلا سے شام اپنے پاس تشہیر کر کے طلب کیا۔ تو نے لوگوں کو یہ دکھانا چاہا کہ تو ہم پر غالب آگیا اور تو نے ہم پر حکومت کر لی۔"

اس مراسلت کا تذکرہ مورخ ابن اثیر الجزری نے اپنی تاریخ الکامل جلد چہارم ص ۵۰ طبع مصر، المؤید موفق بن احمد مکی اخطب خوارزم نے مقتل الحسینؑ جلد دوم طبع عراق اور علامہ سبط ابن الجوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں واقدی ابن ہشام، ابن اسحٰق وغیرہم ارباب سیر و تواریخ کے حوالہ سے کیا ہے۔ سبط ابن الجوزی نے عبد اللہ ابن عباس کے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں:—

يا يزيد وان اعظم الشماتة حملك بنات رسول الله و اطفاله وحرمه من العراق الى الشام اسارى مجلوبين مسلوبين ترى الناس قدرتك علينا وانك قهرتنا واستوليت على آل رسول الله، (تذکرہ خواص الامۃ علامہ سبط ابن الجوزی ص ۱۵۶)

"اے یزید اعظم شماتت یہ ہے کہ تو نے دختران رسول خداؐ اور انکے بچوں اور اہل حرم کو لٹا ہوا ابن شہر ایسے غلاموں اور کنیزوں کی طرح جو ایک شہر سے دوسرے شہر بیچنے کے لئے لے جائے جاتے ہیں نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ مقید و اسیر کر کے عراق سے شام اپنے پاس طلب کیا تو نے اپنے ان مظالم سے لوگوں کو یہ دکھلانا چاہا کہ ہم پر غالب آگیا۔ اور تو نے ہمکو ذلیل و رسوا کر دیا۔ اور تیری حکومت آل رسولؐ پر مستحکم ہو گئی۔"

عبد اللہ ابن عباس نے اپنے خط میں یزید کے اُن جرائم کا تذکرہ کیا ہے جس سے وہ کسی طرح بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ یزید اپنے فرد جرائم کو دیکھکر خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

علامہ جاحظ بصری (ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب بن فزارہ اللیثی الکنانی) جو عثمانی مسلک اور اموی مذہب رکھتا تھا اور جو خالص عرب النسل تھا (ادب الجاحظ للعلامہ حسن السندوبی ص ۱۳ طبع مصر) اور جو عربوں کی جا و بیجا حمایت کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے "معن العجلی" کے دل میں جاحظ کی محبت اس حد تک ہے کہ شہر بصرہ کو اس کی طرف منسوب کر کے "بلد الجاحظ" (فی البصرہ ص ۱۵) کے نام سے یاد کرتا ہے۔ وہ بھی کسی طرح اس ظلم و ستم سے انکار نہ کر سکا۔ بلکہ ان الفاظ کے ساتھ اقرار کرنے کے لئے مجبور ہوا:—

كان ابو سفيان في عداوة النبي صلى الله عليه وسلم وفي محاربته له واجلابه عليه وغزوه اياه وقد عرفنا اسلامه كيف اسلم واخلاصه كيف اخلص ومعنى كلمته يوم الفتح حين رأى الجنود وكلامه يوم حنين وقوله يوم صعد بلال على الكعبة فاذن، على انه انما اسلم على يد العباس و العباس هو الذي منع الناس من قتله وجاء به رديفا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وسأله فيه ان يشرفه وان يكرمه وينوه به وتلك يد بيضاء ونعمة غراء ومقام مشهود ويوم حنين غير مجحود۔ فكان جزاء بني هاشم من بنيه ان حاربوا عليا وسموا الحسنؑ وقتلوا الحسينؑ وحملوا النساء على الاقتاب حواسر وكشفوا عن عورة علي بن الحسينؑ حين اشكل عليهم بلوغه كما يصنع بذراري المشركين اذا دخلت دارهم عنوة"

"ابو سفیان رسول اللہؐ کی دشمنی اور حضرتؐ سے جنگ اور چڑھائی کرنے میں ممتاز تھا۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ کیونکر اور کن حالات میں مسلمان بنا اور اسلام قبول کرنے میں کتنا خلوص تھا۔ فتح مکہ کے دن لشکر اسلام کو دیکھکر جو کلمہ اس نے نکالا تھا اس کا مطلب بھی سمجھتا ہوں۔ اسی طرح غزوہ حنین میں اس نے جو کچھ کہا اور جب بلالؓ پہلی مرتبہ کعبہ کی چھت پر اذان دینے لگے— اس وقت اس نے جو کچھ کہا یہ سب معلوم ہے (جس سے اس کے باطن پر روشنی پڑتی ہے۔ اور نفاق ظاہر ہوتا ہے) عباس کے ہاتھ پر یہ اسلام لایا۔ اور عباس ہی نے اس کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچایا اور اپنی سواری پر ساتھ بٹھلا کر رسول اللہ کے پاس حاضر کیا۔ اور آنحضرتؐ سے سفارش کی کہ اس کو عزت بخشیں کیا ان احسانات کا بدلہ یہی تھا کہ اولاد ابو سفیان حضرت علیؑ سے جنگ کرے امام حسنؑ کو زہر دے۔ اور امام حسینؑ کو شہید کرے اور زنان اہلبیتؑ کو اسیر و بے پردہ کر کے کجاوہ ہائے

عریاں پر سوار کرے اور حضرت علیؑ بن حسینؑ زین العابدین سے ...... ایسا سلوک کرے جیسا کہ اولاد مشرکین کیساتھ ان کو مفتوح کرکے کیا جاتا ہے“

دوسری جگہ جاحظ رسالہ فی بنی امیہ میں لکھتا ہے :-

کیف یضع بنقض القضیب بین ثنیتی الحسینؑ رضی اللہ عنہ وحمل بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حواسر علی الاقتاب العاریة والابل الصعاب والکشف عن عورة علی بن الحسینؑ عند الشک فی بلوغہ علی انہم وجدوہ وقد ابنت قتلوہ وان لم یکن ابنت حملوہ کما یضع امیر جیش المسلمین بذراری المشرکین ——“	”یزید کی چھڑی سے امام حسینؑ کے دندان مبارک سے کیوں کر بے ادبی کی، اور دختران رسولؐ کو اسیر و بے پردہ کرکے کجاوہائے عریاں اور سرکش اونٹوں پر بٹھلایا گیا۔ اور امام زین العابدینؑ سے وہ برتاؤ کیا جو سردار لشکر اسلام مشرکین کی اولاد سے کرتے ہیں ....“ (وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون —— ادارہ)

(رسائل جاحظ رسالہ فی بنی امیہ صفحہ ۲۹۵ طبع مصر)

اگر یہ مظالم شعوبیین عجم و معاندین عرب کے مجعولات سے ہوتے تو جاحظ عثمانی خاموشی کے ساتھ اس کو قبول نہ کرتا اور ان حرکات پر بنی امیہ کو ملزم نہ قرار دیتا۔ تنہا جاحظ ہی نہیں بلکہ مشہور مورخ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ متوفی سنہ ۲۷۰ھ جس کو عربوں کی حمایت و وکالت کرنے میں شہرت حاصل ہے اور جس نے شعوبی رجحانات کی رد میں ایک خاص کتاب ”تفضیل العرب“ لکھی۔ (عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی جلد دوم صفحہ ۲۶۷ طبع مصر) جس نے اپنی اموی نواز ذہنیت کی وجہ سے واقعات کربلا پر پردہ ڈالکر، یزید کو بچاتے ہوئے چند سطروں میں مقتل الحسینؑ کو لکھا ہے۔ وہ بھی اس کی جرأت نہ کر سکا کہ اہلبیتؑ کی اسیری سے انکار کر دیتا۔ مختصر الفاظ میں سہی لیکن اس کو یہ لکھنا پڑا ——

”واسری نساؤہم وفیہم فاطمة بنت الحسینؑ بن علیؑ وفیہم محمد بن علیؑ وابناء جعفر ومحمد بن الحسینؑ بن علی، قال وذکر وان ابا معشر قال حدثنی محمد بن الحسینؑ بن علی قال دخلنا علی یزید ونحن اثنا عشر غلاما مغللین فی الحدید وعلینا قمص ——“ (کتاب الامامة والسیاست جلد دوم صفحہ ۲۱۰ طبع مصر)	”شہادت حسینؑ کے بعد زنان اہلبیتؑ اسیر ہوئیں ان قیدیوں میں فاطمہؑ دختر حسینؑ، محمد باقرؑ پسر علیؑ زین العابدینؑ، فرزندان جعفر، محمد بن حسینؑ وغیرہم تھے۔ ابو معشر کی روایت ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن علیؑ بن حسینؑ نے کہ ہم یزید کے دربار میں داخل کئے گئے درآنحالیکہ شمار میں ہم بارہ فرزندان ہاشم تھے جو لوہے کی زنجیر سے جکڑے ہوئے تھے اور معمولی قیدیوں کی طرح صرف ایک کرتا جسم پر تھا ——“

اسی طرح ایک مشہور اموی مورخ شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ مالکی متوفی سنہ ۳۲۸ھ نے اپنی کتاب عقد الفرید میں ”مقتل الحسینؑ“ کو نہایت اختصار سے بنی امیہ کے نقطہ نظر سے کاٹ چھانٹ کر لکھا ہے اور یزید کو بری کرنا چاہا ہے لیکن وہ بھی ابن قتیبہ کی طرح اسیری اہلبیتؑ کو لکھنے کیلئے مجبور ہو گیا۔

”فقال لہ علی بن الحسینؑ وکان من السبی ——“	”امام زین العابدین جو قیدیوں میں سے تھے انہوں نے بر سر دربار یزید کو جواب دیا“
”عن محمد بن الحسینؑ بن علی بن ابیطالب قال اتی بنا یزید بن معاویة بعد ما قتل الحسینؑ ونحن اثنا عشر غلاما وکان اکبرنا یومئذ ——	”محمد بن حسینؑ بن علیؑ بن ابیطالب کہتے ہیں کہ بعد شہادت حسینؑ ہمیں یزید بن معاویہ کے دربار میں لایا گیا، اور ہم سب بارہ لڑکے تھے سب میں بڑے علی بن حسینؑ تھے۔ ہم سب کو یزید کے سامنے پیش کیا گیا درآنحالیکہ ہم سبھوں کے ہاتھ پشت گردن سے بندھے تھے“
”وحمل اہل الشام بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبایا علی اقتاب الابل فلما ادخلن علی یزید قالت فاطمة بنت الحسینؑ یا یزید أبنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبایا“	شامی دختران رسولؐ کو مقید کرکے عریاں کجاوے پر بٹھلا کر عراق سے شام تک لے گئے۔ جب یزید کے سامنے یہ قیدی پیش ہوئے تو فاطمہ بنت حسینؑ نے فرمایا۔ اے یزید دختران رسولؐ کے ساتھ یہ سلوک کہ وہ قید کی جائیں“
”واسر اثنا عشر غلاما من بنی ہاشم فیہم محمد بن الحسینؑ وعلی بن الحسینؑ وفاطمة بنت الحسینؑ ——“ (عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، صفحہ ۱۳۳ طبع مصر)	”شمار میں بارہ لڑکے بنی ہاشم کے تھے جو قید ہوئے ان میں محمد بن حسینؑ علی بن حسینؑ اور فاطمہ بنت حسینؑ بھی تھے۔

ابو الفرج اصفہانی جو مروانی النسل و اموی الاصل اور دشمن اہلبیتؑ مورخ ہے وہ بھی یہی لکھتا ہے "وحمل اھلہ اساریٰ" اور امام حسینؑ کے اہلبیتؑ قید کر کے لے جائے گئے (مقاتل الطالبین ص۷۹ طبع عراق) اس کے بعد اسرائے اہلبیتؑ کے ناموں کی تصریح کی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ابن سعد کے پاس کربلا میں پہلے ہی سے یہ حکم پہنچ چکا تھا کہ "ابعثھم الیّ کالاساریٰ حتی یریٰ الناس ھیبتی" "اہلبیت حسین علیہم السلام کو مقید کر کے ہمارے پاس روانہ کرو تاکہ لوگوں پر میری حکومت کی ہیبت و رعب چھا جائے۔ اس کی تعمیل میں ابن سعد نے یہ حکم دیا:—

فامر عمر بن سعد بن ابی وقاص بان یحمل حرم الحسینؑ وعیالہ واخواتہ حاسرات الرؤس کاشفات الوجوہ جایعات البطون علی اقتاب بعیر بغیر وطاء لینظر الناس الیھن"

"امام حسینؑ کے اہلحرم اور بہنوں کو سر برہنہ، کھلے منہ، خالی پیٹ بھوکا پیاسا بے پردہ کے کجاوے دار اونٹ پر بٹھلا کر لیجایا جاوے تاکہ لوگوں کی نگاہ ان پر پڑے"

(کتاب المجالس ابو اللیث نصر بن محمد الفقیہ المتوفی سنہ ۳۷۵ھ ورق ۲۴۹ مخطوطہ کتب خانہ ناصر الملۃ طاب ثراہ)

بہرحال تمام مورخین نے بالفاظ مختلفہ اس کو لکھا ہے:—

وساق القوم حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما تساق الاساریٰ حتی اذا بلغوا بھم الکوفۃ خرج الناس ینظرون الیھم وعلی بن الحسینؑ مریض مغلول مکبل بالحدید وقد نھکتہ العلۃ" (مقتل الحسینؑ موفق بن احمد مکی جلد دوم ص۴۰)

"اشقیاء رسول اللہؐ کے اہلبیتؑ کو قیدیوں کی طرح ہنکا کر لے گئے جب اس طرح اہلحرم کوفہ پہنچے تو لوگ ان کا تماشا دیکھنے کیلئے نکل پڑے اور امام زین العابدینؑ شدت مرض سے بالکل نحیف و لاغر ہوگئے تھے لیکن اس کے باوجود آہنی طوق و زنجیر سے گرانبار اور جکڑے ہوئے تھے"

علامہ ابو اسحٰق اسفرائینی لکھتے ہیں:—

فحملوا علی اقتاب الجمال بغیر غطاء ولا وطاء مکشوفات الوجوہ بین الاعداء وساقوھم کما تساق سبایا الروم فی شر المصائب والھموم" (نور العین فی مقتل الحسینؑ ص۴۹ طبع مصر)

"اشقیاء نے اہلبیت حسینؑ کو دشمنوں کے مجمع میں کھلے ہوئے چہروں کے ساتھ برہنہ سر بے پردہ کجاوے دار اونٹ پر سوار کیا اور قیدیوں کی طرح ہنکا کر لے گئے جس طرح رومی کافر قیدی انتہائی مصائب کے ساتھ ہنکائے جاتے ہیں"

مسلم الجصاص نے اسرائے اہلبیت علیہم السلام کو جس حالت میں کوفہ میں مشاہدہ کیا ہے اس کو وہ بیان کرتے ہیں:—

وبعد قلیل اقبلت الجمال وعلیھا حرم الحسینؑ والشھداءؑ وھم بغیر وطاء ولا غطاء وزین العابدین راکب علی بعیر وھو ضعیف ورایت افخاذھم تشخب دمًا— (نور العین ص۴۹)

"کچھ اونٹ آئے جن پر امام حسینؑ کے اہلحرم بے پردہ بیٹھے ہوئے تھے۔ امام زین العابدینؑ ایک اونٹ پر تھے۔ اور بہت کمزور تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان قیدیوں کی رانیں خون سے تر تھیں۔"

کمال الدین محمد بن طلحہ الشافعی، ابن صباغ مالکی، مومن شبلنجی، ابن حجر مکی وغیرہم نے بھی اس کی تصریح کی ہے "ساقوا الحریم والاطفال کما تساق الاساریٰ" "اہلحرم و اطفال اہلبیتؑ مثل قیدیوں کے ہنکائے گئے" (فصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص۲۰۴، نور الابصار شبلنجی ص۱۲۶ طبع مصر، صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۱۹ طبع مصر، مطالب السئول ابن طلحۃ الشافعی ص۲۵۹ طبع لکھنؤ)—

اہلبیتؑ کی اسیری و قید کی انتہا صرف کوفہ ہی تک نہیں رہی بلکہ یہ اسیران محن دمشق شام تک اس طرح گرفتار بلا رہے۔

علامہ سبط ابن الجوزی، ابو محمد عبد الملک بن ہشام النحوی البصری کی کتاب سیرۃ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:—

لما انفذ ابن زیاد راس الحسینؑ الی یزید بن معاویہ مع الاساریٰ موثقین فی الحبال منھم نساء وصبیان وصبیات من بنات رسول اللہ علی اقتاب الجمال موثقین

"ابن زیاد نے امام حسینؑ کے سر بریدہ کو مع قیدیوں کے جو ریسمان سے بندھے ہوئے تھے یزید کے پاس دمشق روانہ کیا۔ ان قیدیوں میں عورتیں، لڑکے، لڑکیاں تھیں جو اولاد رسولؐ تھیں۔ یہ قیدی

مکشفات الوجوہ والرؤس" کجاوے سے جکڑ دیئے گئے تھے اور انکے سر اور چہرے کھلے ہوئے تھے"

"وکان علی بن الحسینؑ والنساء موثقین فی الحبال فناداہ علی یا یزید ماظنک برسول اللہؐ وانا موثقین فی الحبال عرایا علی اقتاب الجمال فلم یبق فی القوم الامن بکی"

(تذکرہ خواص الامہ ص۱۴۹)

"علی بن حسینؑ اور عورتیں رسیوں سے جکڑ دیئے گئے تھے، دربار میں پہنچکر علی بن حسینؑ نے فرمایا اے یزید تجھے رسول اللہؐ سے کیا گمان ہے جبکہ ہم اہلبیتؑ رسولؐ رسیوں میں باندھ دیئے گئے ہیں۔ اور کجاوہائے شتر پر عریاں ہیں یہ سنکر سب لوگ رونے لگے"

موفق بن احمد مکی اخطب خوارزم لکھتے ہیں —

ثم دعا عبید اللہ بن زیاد زحر بن قیس الجعفی فاعطاہ راس الحسینؑ وروس اخوتہ واھل بیتہ وشیعتہ ودعا بعلی بن الحسینؑ فحملہ وحمل عماتہ واخواتہ وجمیع نسائہم معہ من الکوفۃ الی بلد الشام علی محامل بغیر وطاء من بلد الی بلد ومنزل الی منزل کما تساق الترک والدیلم" "ورد فی ایضا ان السبایا لما وردوا مدینۃ دمشق ادخلوا من باب یقال لہ باب توما ثم اتی بہم حتی اقیموا علی درج باب المسجد الجامع حیث یقام السبی" "ثم اتی بہم حتی ادخلوا علی یزید قبل اول من دخل شمر بن ذی الجوشن لعنہ بعلی بن الحسینؑ مغلولۃ یداہ الی عنقہ"

(مقتل الحسینؑ للخوارزمی جلد ۲ ص۵۵، ۵۶، ۶۱، ۶۲)

"ابن زیاد نے زحر بن قیس جعفی کو بلاکر امام حسینؑ اور دیگر شہداء کے سرہائے بریدہ کو دمشق لیجانے کے لئے سپرد کیا۔ اور اس کے ساتھ امام زین العابدینؑ اور آپ کی پھوپھیوں، بہنوں اور دیگر زنان اہلبیت کو بے پردہ محملوں پر سوار کرکے دمشق لے گئے۔ یہ قیدی راہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک ترک و دیلم کے کافر قیدیوں کی طرح ہنکائے جاتے تھے اور جب یہ قیدی وارد دمشق ہوئے تو "باب توما" سے داخل کئے گئے اور اندرون شہر تشہیر کرکے دروازہ جامع مسجد کے اس چبوترہ پر جس پر عام قیدی ٹھہرائے جاتے تھے لاکر قیام کرایا۔ پھر یہاں سے دربار یزید میں لے گئے۔ سب سے پہلے شمر ملعون امام زین العابدینؑ کو جنکے ہاتھ پشت گردن کی طرف زنجیر اور ہتھکڑی سے بندھے تھے دربار میں لایا"

ابن صباغ مالکی، و مومن شبلنجی لکھتے ہیں :—

فلما دخلوا بہم علی عبید اللہ بن زیاد ارسل بہم وراس الحسینؑ معہم الی الشام الی یزید بن معاویہ مع شخص یقال لہ زحر بن قیس ومعہ جماعۃ ہو مقدمہم وارسل بالنساء والصبیان علی اقتاب ومعہم علی بن الحسینؑ وقد جعل ابن زیاد الغل فی یدہ وعنقہ ولم یزالوا سائرین بہم علی تلک الحالۃ الی ان وصلوا الشام"

"عبید اللہ بن زیاد نے زحر بن قیس کی سرکردگی میں اسرائے اہلبیتؑ کو مع سر امام حسین علیہ السلام یزید ملعون کے پاس روانہ کیا۔ زنان اہلبیتؑ اور بچوں کو کھرّے کجاووں پر بٹھایا۔ ان کے ہمراہ امام زین العابدینؑ بھی تھے جن کا گلا اور ہاتھ زنجیر سے بندھا ہوا تھا۔ اور اسی حالت تباہ سے یہ شام پہونچے"

(فصول المہمہ ابن صباغ مالکی ص۲۰۲ نور الابصار شبلنجی ص۱۶۷ طبع مصر)

عباس محمود العقاد المصری نے لکھا ہے :—

"ارسل النساء والصبیان علی الاقتاب وفی الرکب علی زین العابدین ویداہ مغلول الی عنقہ یقودہ شمر بن ذی الجوشن ومحفر بن ثعلبۃ"

(ابو الشہداء ص۲۰۳ طبع مصر)

"ابن زیاد نے عورتوں اور بچوں کو کھرّے کجاوے پر بٹھا کر بھیجا اور ایک اونٹ پر امام زین العابدینؑ تھے جن کے ہاتھ زنجیر سے پشت گردن کی طرف بندھے تھے۔ ان کو شمر بن ذی الجوشن و محفر بن ثعلبہ ہنکاتا ہوا لایا—"

علامہ شیخ عبد اللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی کتاب الاتحاف بحب الاشراف میں لکھتے ہیں :—

ثم ارسل بہا الی یزید

"حضرتؑ کے سر بریدہ کے ہمراہ

بن معاویہ وارسل معہ الصبیان والنساء مشدودین علی اقتاب الجمال موثقین بالحبال والنساء مکشفات الوجوہ والرؤس، وفی عنق علی بن الحسینؑ وید ہ الغل۔"

بچے اور عورتیں تھیں جو اونٹ کے کجاووں میں جکڑی ہوئی اور رسیوں سے بندھی ہوئی تھیں۔ یہ عورتیں کھلے چہرے اور برہنہ سر تھیں۔ اور امام زین العابدینؑ کے ہاتھ اور گلے میں زنجیر تھی"

(کتاب الاتحاف صـ۱۷ طبع مصر)

اسی کتاب کے صـ۲۳ پر علامہ شبراوی لکھتے ہیں:—

ومن عجائب الدھر الشنیعۃ وحوادثہ الفظیعۃ ان یحمل آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقتاب الجمال موثقین بالحبال والنساء مکشفات الوجوہ والرؤس من العراق الی ان دخلوا دمشق فاقیموا علی درج الجامع حیث یقام الاساری والسبی"

"زمانہ کے دردناک حادثات اور عجائبات فلک کج رفتار میں سے یہ بھی ہے کہ آل رسولؐ بے پردہ کھسے کجاووں پر رسیوں سے بندھے ہوئے کوفہ سے دمشق تک لائے گئے اور دمشق پہنچکر جامع مسجد کے اس چبوترہ پر ٹھہرائے گئے جہاں عام طور سے قیدی و غلام ٹھہرائے جاتے تھے"

علامہ سید ابن طاؤس تحریر فرماتے ہیں:—

قال ثم استشار اھل الشام فیما یصنع بھم فقالوا لا تتخذوا من کلب سوء جروا، فقال لہ النعمان بن بشیر انظر ما کان الرسولؐ یصنعہ بھم فاصنعہ بھم فنظر رجل من اھل الشام الی فاطمہ بنت الحسینؑ فقال یا یزید ھب لی ھذہ الجاریۃ فقالت فاطمہ لعمتھا یا عماہ اوتمت واستخدم فقالت زینبؑ لاحبا ولا کرامۃ لھذا الفاسق فقال الشامی من ھذہ الجاریۃ فقال ھذہ فاطمہ بنت الحسینؑ وتلک زینبؑ بنت علیؑ فقال الشامی الحسینؑ بن فاطمہ وعلی ابن ابیطالبؑ فقال نعم۔ فقال الشامی لعنک اللہ یا یزید تقتل عترۃ نبیک وتسبی ذریتہ واللہ ما توھمت الا انھم سبی الروم فقال یزید واللہ لالحقنک بھم ثم امر بہ فضربت عنقہ"

"یزید نے اہل شام سے مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جاوے ان لوگوں نے (شامیوں کے قول کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا خلاف ادب ہے مطلب یہ کہ ان کے ساتھ نیکی نہ کرو بلکہ قتل کردو) نعمان بن بشیر نے کہا رسول خدا صلعم اِن قیدیوں سے جو برتاؤ کرتے تھے تو بھی ان کے ساتھ وہی عمل کر۔ یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں ایک شامی نے فاطمہ بنت حسینؑ کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس کنیز کو مجھے بخش دے، فاطمہ نے اپنی پھوپھی سے عرض کیا، یتیم تو ہو ہی گئے تھے اب کنیزی میں دیدیئے جائیں گے؟ جناب زینبؑ نے فرمایا اس فاسق کی یہ مجال نہیں۔ شامی نے پوچھا یہ کنیز کون ہے؟ یزید نے کہا فاطمہ بنت حسینؑ اور یہ زینبؑ بنت علیؑ ہے۔ شامی نے کہا حسینؑ بن فاطمہؑ اور علیؑ بن ابیطالبؑ؟ یزید نے کہا ہاں—! یہ سُنکر شامی نے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے اے یزید! عترت نبیؐ کو قتل کرتا ہے اور ان کی ذریت کو قیدی بناتا ہے مجھے تو یہ گمان تھا کہ یہ رومی قیدی ہیں۔ یزید نے کہا میں تجھے بھی انھیں سے ملائے دیتا ہوں۔ اس کے بعد حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا"

(اللہوف صـ۸۳)

دمشق میں جس قید خانہ میں اہلبیتؑ کو رکھا گیا تھا اس کے متعلق علامہ سید ابن طاؤس تبلاتے ہیں:—

ثم امرھم الی منزل لا یکنھم فی حر ولا برد فاقاموا فیہ حتی تقشرت وجوھھم"

"وہ ایسی جگہ تھی جہاں دھوپ اور ٹھنڈک سے کوئی بچاؤ نہ تھا دن کی دھوپ اور رات کی اوس سے سابقہ تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چہروں کے پوست پھٹ پھٹ کر اتر گئے۔

(اللہوف صـ۸۴)

مندرجہ بالا شواہد کے بعد کیا اب بھی یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ اہلبیتؑ مقید و اسیر نہیں ہوئے۔ اور نہ ان کے ساتھ وہ مظالم برتے گئے جو بیان کئے جاتے ہیں۔ میں نے جو شواہد پیش کئے ہیں سوائے سید ابن طاؤس کے سب کے سب فرقہ اہلسنت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اکثر اصل و نسل کے اعتبار سے عرب ہیں سید ابن طاؤس

کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ ان کا بیان خصوصیت سے ایسے شیعوں پر حجت ہو جو اس پروپگنڈے کا شکار ہو رہے ہیں کسی دوسرے شیعہ عالم کا حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے لیکن سید ابن طاؤس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ خالص عربی النسل عراقی ہیں اور جن کی علمی و ادبی اور ملکی کارناموں کی بنا پر آجتک اہل عراق ناز کرتے ہیں اور جن کا تذکرہ عراق کی قومی تاریخ میں مفاخر عرب کے ضمن میں کیا جاتا ہے۔ اور جنھوں نے ہلاکو کے حملۂ بغداد کے موقع پر بین النہرین بسنے والے عشائر و قبائل عرب کو مغلوں کی خون آشام تلوار سے بچایا۔ اس لئے ان کے بیان کی اہمیت قوم پرست عراقیوں میں یقیناً ہونی چاہئے۔!

(معن العجلی صاحب ان میں سے کن کن کتابوں کو جلائیں گے اور کہاں کہاں؟ کیا ان کے خیال میں کُل عالم "گولر کے اندر سمایا ہوا ہے"، جس کے وہ کیڑے ہیں؟ موصوف اگر ٹھنڈے دل سے غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ یہ "جذبۂ وطنیت" نہیں ہے بلکہ "حمیت جاہلیت" ہے۔ اُمتہ اسلامیہ کی قسمت کسی ایک خطہ کے ساتھ وابستہ نہیں کی گئی ہے۔ کاش ہمارا کوئی بھائی (خصوصاً جو نجف میں ہیں) اس مقالہ کا عربی ترجمہ کر کے کسی عراقی رسالہ میں شایع فرما دیتا جس سے ان انتہا پسند عربوں کو معلوم ہو جاتا کہ عالم اسلام میں ان کے ان جاہلانہ خیال کو کس نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ ادارہ تحریر)

سرافراز محرم نمبر
(ڈھاکہ)

پہلی بار نہایت شاندار، بصیرت آموز تحریروں اور حقیقت افروز تصویروں کے ساتھ شایع ہو رہا ہے۔ اگر آپ مستقل خریدار نہیں ہیں تو عہ کا ٹکٹ ارسال کر کے اس خاص نمبر کو جلد از جلد حاصل کر لیجیے۔

المشتہر: منیجر ہفتہ وار سرافراز
ڈھاکہ مشرقی پاکستان۔

بائی ویکلی روشنی لکھنؤ
کا
شاندار و گراں پایہ
محرم نمبر
قومی صحافت کی دنیا میں ایک نیا نشانِ منزل جس تک ہنوز کوئی دوسرا نہیں پہنچا، منتخب لکھنے والوں کے چیدہ مقالات و منظومات
آثار و مناظر عزاداری کے بکثرت تازہ بلاک
صفحات اتنے کہ پڑھتے جایئے اور ختم نہ ہوں، قیمت صرف (عہ)
مستقل خریداروں کو بلاقیمت
ذیل کے پتہ پر آج ہی آرڈر روانہ فرمایئے
مینیجر "روشنی" نظامی پریس لکھنؤ